اَذکارِ خمسہ

(از مولانا محمد سراج الحق مچھلی شہری)

(۱) سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ — لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ — اَللّٰهُ اَکْبَرُ
وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ط

مسطورۂ بالا عبارت عموماً "کلمۂ تمجید" کہلاتی ہے۔ اُمّت کے ہر طبقہ نے اس کی پذیرائی بڑے اہتمام سے کی۔ بچوں کو اسے تیسرا کلمہ کہکر یاد کرایا۔ اہل اللہ نے اسے ذکر اللہ جانکر مجموعی کلمہ کی بھی اور اس کے مقررہ اجزاء کی بھی تسبیحیں پڑھنے کا معمول بنایا۔ پھر تمام ہی مسلمانوں نے انتہائی تعجب پر سُبْحَانَ اللّٰهِ شُکر کے موقع پر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ٹھنڈی لمبی سانس لیتے وقت لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ غضب مع التعجب کے محل پر اَللّٰهُ اَکْبَرُ اور نفرت و حقارت ظاہر کرنے کے لیے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ بے ساختہ کہہ اُٹھنا معاشرہ کا شعار سا بنا لیا ہے۔ بے شک یہ سب کچھ ٹھیک ہی کیا گیا۔ میں بھی اس وقت اس سلسلہ میں چند باتیں عرض کرنے کی جرأت کرتا ہوں:۔

ایک یہ کہ یہ پوری عبارت کوئی ایک جملہ نہیں بلکہ یہ الگ الگ پانچ مستقل ذکر ہیں اور بے انتہا بابرکت اور پُر حکمت کلمات ہیں جن کو اپنے محدود علم و فہم کی حد تک کچھ تفصیل سے آگے لکھوں گا۔

دوسرے یہ کہ ہم مسلمانوں کی افسوسناک روایتی سرد مہری بلکہ "سرد روحی" کی

وہ ہے جب نماز جیسی نعمت، جو فرضِ خداوندی ہے جو رسول ؐ اور متبعینِ رسول ؐ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے جو کلماتِ عظمت و کبریائی اور حرکاتِ تذلّل و ادنائی کے آئینوں میں ایک طرف انسان کو عرفانِ رب اور دوسری طرف معرفتِ نفس کی جھلکیاں دکھاتی۔ اور اُسمیں رویت باری کی استعداد پیدا کرتی ہے (ایسی بے مثال عبادت بھی جب) یوں شکوہ سنج اور نوحہ کناں ہے کہ بقولِ اقبالؒ ؎

صفیں کج، دل پریشاں، سجدے بے ذوق
کہ سوزِ اندروں باقی نہیں ہے
گلہ جفائے وفا نما جو حرم کو اہلِ حرم سے ہے
کسی بتکدے میں بیاں کروں تو کہے صنم بھی ہری ہری

تو بھلا یہ نفلی اذکار ان کی سرد مہری سے کیونکر بچ جاتے؟ آہ کہ ان اذکارِ خمسہ کا تلفُّظ۔ ان کا مفہوم۔ ان کا مقصد سب کچھ ان کی ناقدریوں۔ ان کی بے التفاتیوں۔ ان کی غفلتوں کے بوجھ کے تلے چیخ چلا رہے ہیں اور کوئی نہیں اِلَّا مَاشَاءَ اللّٰه کہ ادھر رُخ کرے ناظرین معاف کریں خدانخواستہ یہ کوئی طعنہ نہیں محض بیانِ واقعہ ہے اور معاذ اللہ! یہ الزام نہیں، ایک سعیِ ؟ اہتمام ہے۔ وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

(۲) اذکارِ خمسہ کی ترتیب، جو اوپر لکھی گئی ہے، اکثر احادیث میں بھی یہی ترتیب مذکور ہے۔ یہ ترتیب یقیناً اولیٰ اور مستحب ہے اور بعض فقہائے باطن کے نزدیک اسمیں ایک لطیف باہمی ربط اور ایک عقلی ترتیب بھی موجود ہے اور کیوں نہ ہوتی کہ سیّدِ کونین، فخرِ موجودات، ناطقِ وحی رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ حکمت ترجمان سے نکلی ہوئی ترتیب ہے لیکن دوسری احادیث پر غائر نظر ڈالنے سے دو باتیں صاف سمجھ میں آتی ہیں: ایک یہ .. کہ اذکارِ خمسہ کی مذکورہ ترتیب، کوئی موکدِ شرعی اور ناقابلِ تبدیل ترتیب نہیں چنانچہ ایک حدیث میں ارشاد ہے: "لَا يَضُرُّكَ بِأَيِّهِنَّ بَدَأْتَ" (تم جس ترتیب سے بھی ان کو پڑھنا شروع کرو کسی میں کوئی حرج و ضرر نہیں) دوسرے یہ کہ ہم کو اکثر احادیث میں یہی اذکار دوسری دوسری نئی ترتیب و ترکیب سے بھی ملتے ہیں جس سے کچھ ایسا شبہ و اندازہ ہوتا ہے

کہ شاید اس تنوّع سے صرف نشاطِ طبع مقصود نہیں بلکہ ہر نئی ترکیب میں غرض اور تاثیر کچھ جداگانہ رکھنا منظور رہے۔ ہم نمونہ کے لیے ذیل میں صرف دو اذکار سے ترکیب پانیوالے اذکارِ ماثورہ درج کرتے ہیں:۔

(الف) فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ (میں ذکر اول و دوم و ششم ہے) سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ (میں اول و دوم و اول و ششم ہو) سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ (میں اول و دوم و چہارم ہو) سُبْحَانَ اللّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ يَنْعَطِفْنَ حَوْلَ الْعَرْشِ الخ (اول و سوم و چہارم) سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ (اول دوم پنجم) سُبْحَانَكَ لَا اِلٰهَ غَيْرُكَ (اول و سوم) سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ (اول دوم سوم)

(ب) لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ (میں سوم اول و ششم ہو) لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ (سوم اول دوم) لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ (سوم و چہارم) لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ (سوم و پنجم)۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ لَا شَرِيْكَ لَكَ سُبْحَانَكَ (سوم و اول) وَهُوَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْاُوْلٰى وَالْاٰخِرَةِ (سوم و دوم) فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ (سوم و ششم)

نماز ہی پر نظر ڈالیے سر سے لے کر پیر تک تکبیر، تسبیح، تحمید، تہلیل، استغفار کا مجموعہ ہے۔

(۴) اسلام نے عقائد کی تصحیح پر بہت زور دیا ہے۔ خاص کر حق تعالیٰ کی ذات صفات اور افعال کے بارہ میں تو نہایت ہی جنچے تُلے، نفیس و رفیع عقائد بتائے ہیں۔ ان اذکار خمسہ میں درحقیقت حق تعالیٰ کی ذات۔ صفات اور افعال ہی کے متعلق کچھ تعلیمات مخفی ہیں۔ انسان کو ان اذکار خمسہ کے ذریعہ حق تعالیٰ کی معرفت کرائی گئی ہے اور چونکہ معرفتِ رب کے لیے معرفتِ نفس بھی لازم ہے اس لیے میرے نزدیک عبد اور معبود دونوں کا صحیح مقام انھیں سے متعین ہوتا ہے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ اپنی "ذات" کے لحاظ سے الباطن اور پوشیدہ، سرحدِ ادراک سے وراء الورا ہیں لیکن اپنی "صفات" اور اپنے "افعال" کے لحاظ سے بہت ہی نمایاں

اور الظاہر ہیں۔ شیخ عطارؒ نے بڑے پُرجوش انداز میں اس ظہور کا ذکر کیا ہے ؎

چشم بکُشا کہ جلوۂ دلدار　　متجلّی است از در و دیوار

اس لیے حق تعالیٰ کی معرفت ان کے افعال و صفات ہی کے ذریعہ ممکن ہے اور اس دارِ دنیا میں مومن کے لیے یہی معرفت، رویتِ حق کا درجہ رکھتی ہے پس اذکار سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ کے ذریعہ تو صفاتِ حق کی اور — لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ..... کے ذریعہ ذاتِ حق کی اور لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ سے افعالِ حق کی معرفت کرائی گئی ہے۔ اس اجمال کی مختصر تفصیل یہ ہے:

(الف) سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ حضرت حق جلّ وعلیٰ شانہٗ کی نصف تعریف وثنا سُبْحَانَ اللّٰهِ ہے اور نصف اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ہے۔ یہ دونوں ذکر مل کر ہی دراصل حق تعالیٰ کی پوری تعریف وثنا کی تکمیل کرتے ہیں کیونکہ سبحان اللہ میں حق تعالیٰ کی تقدیس و تنزیہ ہے اور تمام صفات۔ نقص (عیب، عجز ضعف۔ نقص۔ بخل۔ تھکن۔ نیند۔ غفلت۔ جہل۔ نسیان۔ احتیاج۔ زوال۔ موت۔ خود غرضی۔ خونی رشتوں وغیرہ) سے نفی و انکار ہے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ میں اس کی حمد وثنا اور جملہ صفاتِ کمال (حُسن، قُدرت۔ قوت۔ کمال۔ جود۔ رحم تیقظ خبر۔ علم۔ حفظ۔ بے نیازی۔ ابدیت۔ بقا۔ کرم۔ علو وغیرہ) کا اثبات و اقرار ہے۔ پس حق تعالیٰ کی پوری پوری حمد وثنا یوں ہوئی کہ "اُس ذاتِ پاک میں عیب کوئی نہیں اور خوبیاں سب ہیں۔" اسی لیے یہ دونوں ذکر زیادہ تر ملا کر استعمال ہوتے ہیں مثلاً — سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ بعض عارفین کا ارشاد ہے کہ "حق تعالیٰ بندوں سے اپنی حمد وثنا سے زیادہ اپنی تنزیہ اور سماتِ نقص سے پاکی سننا پسند فرماتے ہیں" اس لیے تسبیح خود بھی مستقل ذکر ہے اور اسی لیے وہ اس ترتیب میں دوسرے اذکار سے مقدّم ہے۔

مگر بندہ جب تسبیح کے ذریعہ نقائص سے حق تعالیٰ کی نزاہت و پاکی کا اعتراف کرے گا تو معاً اُسے اپنے اندر یہ صفاتِ نقص محسوس بھی ہوں گے۔ جیسی معرفت

نفس ہے ۔ یہ بندہ پر اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے ۔ اس لیے میرے نزدیک سبحان اللہ کے ذکر کا حق یہ ہے کہ دس پانچ بار اس کے تلفظ اور اس سے تلذذ کے بعد ایک بار زبان سے یہ اعتراف بھی کر لیا جایا کرے کہ "پاک ذات صرف اللہ کی ۔ عیبوں سے بھرا تو میں ہوں ۔" اور اسی طرح اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کا دس پانچ بار تلفظ اور اس سے تلذذ کے بعد ایک بار زبان سے یہ اعتراف بھی ضرور کیا جائے کہ "خوبیاں اور ان پر تعریف کا استحقاق تو صرف خدائے پاک میں ہے ۔ میرے اندر نہ کوئی خوبی نہ میں تحسین کا مستحق ۔ میں ، تو خوبیوں سے کورا اور عاری ہوں ۔"

یہی مقام ہے مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ کا ۔ اور یاد رکھیے کہ ان کلمات سے جب تک عرفانِ رب کا کام لیا جائے گا اُس وقت تک تو یہ کلمات "ذِکْرُ اللہ" ہیں لیکن جب ان سے عرفانِ نفس کا کام لیا جائے گا تو پھر یہی کلمات "مِصْقَلَہ" (پالش اور منجن) بن جائیں گے کیونکہ اس صورت میں اس کے نفس کا کچھ نہ کچھ زنگ چھوٹنا شروع ہو گا ۔ ایک حدیث میں جو یہ ارشاد ہے کہ لِکُلِّ شَیْئٍ مِصْقَلَۃٌ وَصِقَالَۃُ الْقَلْبِ ذِکْرُ اللہ تو میرے نزدیک اس کا محل یہی "طریقِ ذکر" ہے اور اگر اس طریقِ ذکر پر کچھ عرصہ خلوص و انہماک سے دوام کیا جائے تو انشاء اللہ یہی ذکر بندہ کے قلب سے چند رذائل مثل عُجب ۔ حُبِّ جاہ ۔ تکبر ۔ حوائج وغیرہ کو کھرچ کر پھینک دے گا اور رحمت کی جا اُس قلبِ مومن کے اس جدید خلا کو فضائل خمول ۔ فنا ۔ تحمد ۔ قناعت وغیرہ سے معمور کر دیں گی

وذٰلک ھُوَ الْفَوْزُ الْعظیم وما ذٰلک علی اللہ بعزیز ۔

(نکتہ) بہتر یہ ہو کہ نفس کے تزکیہ و تنقیہ کے اس نسخہ کو زیادہ قوی اور دو آتشہ بنانے کیلئے اس ذکر کے تلفظ سے قبل یہ نیتِ احتساب بھی کر لے کہ "اے رب ! میں تو اس ذکر سے تیری رضا اور یہ اجر و ثواب لوں گا کہ میرے قلب سے فلاں فلاں رذائل زائل ہوں اور فلاں فلاں فضائل داخل ہوں ۔" اور اسکے ختم کے بعد بہ صیغہ دعا و التجا پھر یہی عرض کرے ۔ یقین ہو کہ حق تعالیٰ ایک عبدِ مومن کے اس حُسنِ ظن کی لاج رکھ لیں گے ۔

(ب) تہلیل : جب بندہ کو اللہ پاک و تعالیٰ کی صفات عالیہ کے بارہ میں اجمالی معرفت (اور اس کی روشنی میں کچھ معرفتِ نفس بھی) تسبیح و تحمید سے ہو گئی تو اب صفات سے آگے بڑھ کر خود ذاتِ حق کے متعلق بھی کچھ معرفت اور تعلیم ضروری ہوئی تاکہ خالی الذہن بندہ جو

عقیدہ صحیحہ ملے اور بھٹکے ہوئے بندہ کے غلط عقیدہ کی اصلاح ہو۔ خوب کہا ہے اردو کے حافظ شیرازی حضرت اصغرؒ نے:۔

بزاقِ سجدہ کو شائستہ دو مکمّل کر   جہاں نے یوں تو بنائے ہزاروں معبود

اور اختر کا شعر ہے:۔

اے عندلیب! تو بھی عجب کم نظر سی ہو   گل میں خرام و غمزہ و برقِ نظر کہاں

اس لیے لا الٰہ الا اللہ کے ذریعہ اسے تعلیم دی گئی کہ پہلے تو ہر چیز کی محبت کو ہر طاقت و اقتدار کے دباؤ کو، ہر بڑائی اور بزرگی کے اثر کو دل سے نکال دے۔ قلب کو تمام تعلقات سے خالی کرلے۔ پھر دل میں صرف اللہ تعالیٰ کی ذاتِ پاک کو اپنا معبود، اپنا قبلۂ مقصود بنائے۔ بشر ساری کائنات سے افضل ہے تو بشر بھی کائنات کی کسی چیز کے سامنے نہ جھکے اپنے کو کائنات سے کم نہ سمجھے نہ اُن سے مدد مانگے بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکے۔ اسی سے ہر کام میں مدد مانگے۔ عارفین کا ارشاد و تجربہ ہے کہ یہ کلمہ قلبِ مومن میں محبّت حق پیدا کرنے کا بڑا زود اثر نسخہ ہے۔ شرط یہ ہے کہ یہ ذکر بے خیالی سے نہ کرے بلکہ حق تعالیٰ کے قرب و معیت کا زیادہ سے زیادہ استحضار و تصور کرکے یہ ذکر کرے۔

یہ کلمۂ تہلیل، کلمۂ توحید ہے۔ تمام مفرد اذکار میں سب سے بدرجہا افضل ہے کیونکہ حق تعالیٰ کی ذاتِ بے نشان کا اگر کچھ سراغ ملتا ہے تو اسی کلمہ سے ملتا ہے جس نے جس قدر زیادہ سوز و خلوص سے ذوق اور شوق سے، جوش اور تڑپ سے اس کا تلفظ اور اس سے تلذّذ کیا اتنا ہی زیادہ اس کلمہ نے اُسے ذاتِ بے نشان کے قریب اور اس کے سامنے حاضر کردیا۔ اس قُرب کی کیفیت کیا بیان کیجئے۔ کسی نے اسے وصل اور وصول سے تعبیر کیا۔ کسی نے اس کو رویت و مشاہدہ کہا۔ کسی نے اپنی ذات کو بھی معدوم، وغیر محسوس سمجھا۔ اور ان کو موجود جانا کسی نے غلبۂ ہیجان میں یہ محسوس کیا کہ (معاذ اللہ) صرف میں ہی موجود ہوں۔ مناسبتِ مقام کے لحاظ سے چند اشعار لکھتا ہوں:۔

سرِّ ذاتِ رحماں ہے، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه   وصفِ خاصِ یزداں ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه

اہلِ دل کا ایماں ہے۔ اہلِ دل کی یہ جاں ہے   کیونکہ دیدِ جاناں ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه

Scanned with CamScanner

ہے یہی مئے اسلام۔ اس کا رنگ ہو ایماں — کیف اس کا احساں ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ
بادہ ہو یہ وحدت کا۔ مادہ اَنَا الحق کا — نشۂ اسمیں پنہاں ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ
یاد میں کر دں "اُن" کو۔ ذکر "وہ" کریں میرا — عینِ لطفِ جاناں ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ
چھوڑ مت اسے اے دل۔ کھینچ پوری طاقت سے — "بیکسی" کا داماں ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ

جانِ شرمِ عصیاں سے کیوں سر آج کھوتے ہو؟
شافعِ مسلماں ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ

اس کے پہلے جزو میں نفی ہے۔ حق تعالےٰ کے کسی شریک۔ ہمسر۔ مددگار کی۔ خواہ وہ بندہ کا نفس ہو یا کوئی دوسری مخلوق۔ مطلب یہ ہے کہ نہ ذاکر کا نفس اب اُس کا قبلۂ مقصود بن سکتا ہے نہ کائنات کی کوئی چیز۔ اور اس کے دوسرے جزو میں اثبات و اقرار ہے حق تعالےٰ کی وحدانیت کا، اس کی ربوبیت کا اس کی معبودیت کا۔ اسی کلمہ میں اَشْهَدُ اَنْ کا اضافہ کر کے اسے کلمۂ شہادت کہتے ہیں۔ ترتیب میں اسے تیسرے نمبر پر رکھنے کا مطلب یہ ہوا کہ جب بندہ نے سُبْحَانَ اللہ سے تنزیہ اور الحمد للہ سے تحمید کر کے اسم رب کی فی الجملہ معرفت اور اس سے قرب حاصل کر لیا تو اب وہ ترقی کر کے ذاتِ بے نشان کی طرف بڑھتا ہے۔ اور چونکہ وہ ساری کائنات کو اور خود اپنی ذات کو عاجز و ناقص پا چکا ہے اس لیے لَا اِلٰہ کہتا ہوا یعنی ان سب کو اپنا قبلۂ توجہ بنانے سے انکار کرتا ہے۔ سب سے قلب کو خالی کرتا ہے۔ اس خلا کو جلد ہی عنایت حق اپنے ذکر اسم سے اپنی فکر سے اپنے تصوّر سے، اپنے "مشاہدہ" سے (حسب استعداد ذاکر) پُر فرما دیتے ہیں یعنی ذاکر دربارِ قرب میں پہونچنے کا اہل بن جاتا ہے (نکتہ) بہتر یہ ہے کہ اسے زود اثر بنانے کے لیے اس کے تلفّظ سے قبل یہ نیتِ احتساب بھی کر لے کہ "اے اللہ! میں تو اس ذکر کو آپ کی رضا کے لیے اور اس اجر و ثواب کے لینے کے لیے پڑھتا ہوں کہ ہر قسم کے کفر ارتداد۔ شرک۔ نفاق۔ ریا۔ ہوائے شک وسوسہ سے محفوظ رہوں اور توحید۔ اخلاص۔ یقین۔ صدق۔ محبت پا سکوں۔" پھر ختم کے بعد بہ صیغۂ دعا و التجا بھی عرض کرے۔ حدیث "اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ" کے

Scanned with CamScanner

مضمون سے رجاء کامل ہے کہ ذاکر کا نفس کچھ عرصہ میں مُطمئنّہ بن جائے گا۔

(ج) تکبیر:- پھر جب بندہ اللہ کی ذات اور صفات کی فی الجملہ معرفت حاصل کر چکا تو وہ اس اعتراف پر مجبور ہو جاتا ہے کہ "اللہ" کی ذات بہت بزرگ و عالی ہے۔ ساری کائنات سے بڑی بزرگ تر ہے اور سارا عالم کمتر اور فروتر ہے۔ اس مرحلہ پر وہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ پکار اٹھتا ہے۔ یہ کلمہ ذاکر کو مجبور کرتا ہے کہ کبریائی۔ بڑائی اللہ کے سوا کسی میں نہ دیکھے کبریائی کو صرف حق تعالیٰ کے لیے مخصوص جانے۔ خود کو بڑا بننا۔ خود کو بڑا سمجھنا۔ شرک اور کفر کی طرح برا جانے۔

بندہ جب اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتا ہے تو (حدیث میں ہے کہ) حق تعالیٰ اسے سُن کر فرماتے ہیں کہ ہاں سب سے بڑا بس میں ہی ہوں۔

(نکتہ) بہتر یہ ہے کہ اس ذکر کا پورا فائدہ اٹھانے کے لیے اس کے تلفّظ سے قبل یہ نیت استحضار بھی کرلے کہ "اے اللہ! میں یہ ذکر آپ کی رضا کے لیے بہ ثواب لینے کی نیت سے پڑھتا ہوں کہ مجھے کبر جیسے خبیث مرض سے بچائے رکھیے اور تواضع للّٰہی نصیب فرمائیے۔ یا اللہ میں تو اس ذکر کا یہی صلہ لوں گا" پھر بعد ختم بہ صیغۂ دعا و التجا بھی یہی عرض معروض کرے۔ تو امید واثق ہے کہ بندہ کے اس عزم و الحاح اور جزم و رجا کو دیکھ کر حق تعالیٰ اُسے نوازدیں۔

(د) حَوقلہ: حق تعالیٰ کی تنزیہ۔ حمد۔ توحید اور کبریائی کی تعلیم اور معرفت کے بعد اسلام یہ تعلیم دینا چاہتا ہے کہ بندہ ہر قسم کی قوت۔ قدرت۔ حول و تصرّف کو صرف حق تعالیٰ کے اندر جانے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی میں نہ کوئی اثر و طاقت سمجھے نہ کسی سے خوف کرے نہ کسی سے امید رکھے۔ نفع پہونچانا۔ ضرر پہونچانا۔ حاجات سننا اور پوری کرنا حالات بدلنا۔ کمزور کو قوی یا قوی کو کمزور بنانا۔ زندہ کو مُردہ یا مُردہ کو زندہ کرنا۔ صاحب تاج کو محتاج اور فقیر کو صاحب تاج بنانا۔ تندرست کو بیمار اور بیمار کو تندرست کر دینا۔ اشیاء و اعمال میں اچھی یا بری تاثیر و خاصیت پیدا کرنا، سب کو اُسی قادر مطلق کا کام جانے۔ دوا اور دعا تو ایک بہانہ ہے، حاجت تو خدا پوری کرتا ہے۔ آگ تو ایک پردہ ہے ورنہ جلانے

اور گرانے کا کام حق تعالےٰ کرتے ہیں۔ دوست اور دشمن ظاہری سبب ہیں ورنہ رنج و راحت پہونچانے والے صرف حق تعالےٰ ہیں۔ ساری مخلوق ملکر بھی کسی کو نفع یا ضرر پہونچانے سے عاجز ہے ہاں خدا کا حکم ہو تو نفع یا ضرر پہونچتا ہے۔

(نکتہ) بہتر یہ ہے کہ اس کے تلفظ سے قبل یہ نیتِ احتساب بھی کرے کہ "اے کریم! میں یہ ذکر آپ کی رضا کے لیے بہ ثواب لینے کو پڑھتا ہوں کہ ہر غیر اللہ کا خوف ہر ماسوے اللہ سے امید و توقع میرے دل سے نکل جائے۔ اور میں کوئی تاثیر۔ کوئی قدرت۔ کوئی طاقت۔ حالات بدلنے والی کسی اور میں نہ سمجھوں۔ میرے اندر یہ یقین پیدا ہو جائے کہ ہر طاقت آپ کی طرف سے ہے جس میں تو بھی ثواب لوں گا۔" پھر بعد ختم بھی بصیغۂ دعا یہی کہے اور اسی خدا سے امید کامل رکھے کہ حسب دستور اور مصلحت ذاکر کے اندر یہ یقینی کیفیت پیدا فرما دے گا کہ ہر غیر اللہ سے ضرر کا خوف، نفع کی رجا قلب سے نکل جائے اور خشیت۔ تقویٰ۔ توکل قلب میں رچ جائے۔

افسوس کہ ہم نے اس عظیم النفع ذکر کا حق نہ پہچانا۔ ہم نے اسے طبعی کراہت و نفرت کے اظہار کا ذریعہ بنایا اور اس کے برکات سے محروم رہے۔ یہ کلمہ قریب قریب کلمۂ توحید (لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ) کے درجہ کا ہے۔ تہلیل میں ذاتِ حق کی توحید ہے اور اس میں افعالِ حق کی توحید ہے۔ تہلیل میں ہر غیر اللہ کے معبود و مقصود بنانے کی نفی ہے اس میں ہر ماسوے اللہ کو نافع ضار جاننے کی نفی ہے۔ یہ نہایت بلند پایہ اور پُر تاثیر کلمہ ہے اسی لیے حضورؐ نے اسے تحت العرش خزانوں کی کنجی فرمایا۔ جس طرح تہلیل جنت کی کنجی ہے۔ نیز فرمایا یہ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے بہت سے امراض کی۔ خاص کر فکر و پریشانی۔ فقر و تنگ دامانی کی دوا ہے۔

---

(۸) **توبہ و استغفار**ع۵: بندہ جب اذکارِ خمسہ (کلمہ تمجید) سے اللہ تعالےٰ کے

ع۵ اذکارِ خمسہ سے استغفار اور پھر درود و سلام کا بھی ایک رابط سمجھ میں آگیا تو جی چاہا کہ ان کا بھی اضافہ کر دوں۔ سراج

کے بجز و بزرگی کا یقین حاصل کر لیتا ہے تو اس کے سامنے ایک طرف تو "معرفت رب" کے مقام رفیع سے رہ رہ کر تجلیاں ہونے لگتی ہیں اور دوسری طرف "معرفت نفس" کے مقام بعید سے بھی رہ رہ کر ایک بجلی کوندتی نظر آتی ہے کہ "آہ! میں نے نہ جانے کتنی بار خود اپنے نفس کو نقص و عیوب سے پاک سمجھا۔ اپنے اندر خوبیاں دیکھیں۔ اپنی خواہشات کو مقصود و معظم بنایا۔ اپنے کو بڑا اور دوسروں کو حقیر جانا۔ اپنے عمل پر بھروسہ کیا اور اسے اچھا سمجھا" ان بجلیوں کے کوندنے سے وہ شرم سے زمین میں گڑنے لگتا ہے اور بے چین ہو کر اپنی غلطیوں کا اعتراف کر کے خدا سے عفو و درگزر کا طالب ہوتا ہے اس عمل سے گناہوں کا بوجھ کچھ ہلکا اور قلب کچھ ساکن ہوتا ہے اس استغفار کی کثرت سے قلب سے ظلمت دور ہوتی ہے اور حق تعالیٰ کی طرف سے نور، رحمت اور سکینت کی بارشیں ہونے لگتی ہیں۔

(۵) درود: اس مرحلہ پر ایک حق شناس بندہ کو خیال آتا ہے اور آنا چاہیے کہ حق تعالیٰ کی یہ معرفت مجھ نالائق کو تو حضرت سرور کائنات رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہی میں حاصل ہو سکی ہے تو وہ حق شناسی اور فدائیت کے جذبہ سے کہہ اٹھتا ہے کہ ع

صدقے اس ساقی کے جس نے درد پیدا کر دیا

اور خلوص و نیاز کا ہدیہ اور درود و سلام کا تحفہ حضورؐ کے دربار میں بھی پیش کرتا ہے کہ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی نَبِیِّكَ وَحَبِیْبِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اَزْوَاجِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَذُرِّیَّتِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

خاتمہ خیر استغفار و درود کا ذکر تو اس میں ضمناً و استطراداً آ گیا ورنہ میں اذکار خمسہ کا ذکر کر رہا تھا کہ ان اذکار خمسہ کی حقیقت، اہمیت اور رفعت ہم بھلا از خود کیا جان سکتے تھے احادیث میں کہیں ان کو اَحَبُّ الکلام الی اللہ فرمایا کہیں مَا اَثْقَلَهُنَّ فِی الْمِیْزَانِ فرمایا۔ کہیں ان کو باقیات صالحات کا لقب دیا گیا۔ ان ارشادات سے سمجھ میں آتا ہے کہ یہ بندۂ مومن کے لیے بیحد نافع ہیں۔ جسم انسانی کے لیے جس طرح مادی غذا ضروری ہے اسی طرح روح انسانی کے لیے یہ اذکار خمسہ ناگزیر ہیں بلکہ جیسا اوپر عرض کیا گیا یہ اذکار گویا امراض نفس کے لیے ایک پورا خدائی دواخانہ ہیں۔ اگر حق

ص ۵ ملاحظہ ہو اگلا صفحہ

Scanned with CamScanner

تعالیٰ نے جسمانی امراض پیدا کرنے کے ساتھ ان کی دوائیں بھی خود ہی پیدا فرمائی ہیں تو یقین کیجیے کہ خدا ہی نے روحانی اور قلبی امراض پیدا کرنے کے ساتھ ان کی دوائیں بھی خود ہی نازل اور عام فرما دی ہیں۔ نفسانی امراض میں کبر۔ عُجب۔ حُبِّ جاہ۔ حسد۔ حرص۔ ریا۔ ہویٰ۔ شک۔ وسوسہ۔ دعوے۔ عصیان۔ غفلت۔ کفران۔ غضب۔ حقد۔ سوءِ ظن وغیرہ بہت عام مگر سخت ہیں۔ حق تعالیٰ کی کتنی شفقت ہے کہ ان امراض کا علاج ہومیوپیتھک گولیوں کی طرح اِن مفت کی بولیوں کے ذریعہ اتارا ہے اور ان کے استعمال کی ترغیب اس طرح دلائی کہ فرمایا ہمیں اس کا پڑھنا بہت پسند ہے۔ یہ نامۂ اعمال میں وزن بڑھاتی ہیں ان کا فائدہ مرنے کے بعد بھی ملتا رہے گا۔ ہم ان کے بدلے جنّت میں شاداب درخت لگا دیں گے وغیرہ۔ غور کرنے سے معلوم ہو جائے گا کہ انھیں اذکارِ خمسہ سے نہ صرف مذکورہ رذائل کا ازالہ ہوتا ہے بلکہ انھیں اذکارِ خمسہ کے تلفّظ کے وقت معمولی توجہ و نیت سے رذائل مذکورہ کے مقابل فضائل، تواضع للّٰہی۔ فنا۔ خمول۔ رضا۔ قناعت۔ اخلاص عبودیت۔ یقین۔ محبت۔ اطاعت۔ ذکر و فکر۔ شکر۔ حلم۔ کرم۔ حُسنِ ظن وغیرہ حاصل بھی ہو جاتے ہیں۔ وھذا ما ینبغی۔ صرف خلوص و اہتمام کی ضرورت ہے۔ واللہ اعلم۔

عہ (گزشتہ صفحہ کا حاشیہ) جسمانی امراض کے سہل مگر نافع علاج کا ایک طریق ہومیوپیتھک مشہور ہے اس رنگ پر اگر اس خدائی مطلب کا نام "ہولیو پیتھک" کہہ دیا جائے تو نامناسب نہ ہوگا۔ ہولی انگریزی میں مقدس و متبرک کو کہتے ہیں مطلب یہ کہ مقدس طریق علاج!

Scanned with CamScanner